کتاب نما

تفسیری ترجمۂ قرآن مجید' محمد رفیق چودھری۔ ناشر: مکتبہ قرآنیات' لاہور۔ صفحات' اول: ۲۷۲' دوم: ۵۴۷۔
ہدیہ: درج نہیں۔

مترجم لکھتے ہیں: "برسوں سے آرزو تھی کہ قرآن مجید کا کوئی ایسا ترجمہ ہو جو عام اردو خوانوں کے لیے قرآن فہمی کی ضرورت کو پورا کرے' جسے سمجھنے کے لیے حاشیوں' بریکٹوں اور تفسیروں کی ضرورت نہ پڑے' جو اپنی وضاحت آپ کرنے والا (self-explanatory) ہو۔ ایک عام آدمی جب اسے پڑھے تو ساتھ ہی ساتھ قرآن مجید کا سیدھا سادا اور صحیح مفہوم اخذ کرتا چلا جائے" (ص ۳)۔ اردو میں قرآن پاک کے بیسیوں بلکہ سیکڑوں ترجموں کے باوجود مترجم کے نزدیک' یہی بات ایک نئے ترجمے کا جواز ہے۔ مترجم قرآن پاک کے سابقہ مترجمین کی خدمات کے معترف ہیں' اس کے باوجود انھوں نے ایک نئے ترجمے کی ضرورت محسوس کی مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ زیر نظر قابل قدر کاوش اردو میں تراجم قرآن کی خاتم نہیں ہے' اور مزید بہتر ترجمے بلکہ تراجم کی گنجایش باقی رہے گی۔ قرآن' کلام الٰہی ہے اور اس کی زبان عربی مبین ہے' چنانچہ اس کا مفہوم خواہ کتنے ہی عمدہ سے عمدہ الفاظ اور بہتر سے بہتر اسلوب میں ادا کرنے کی کوشش کی جائے' ترجمۂ قرآن کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

محمد رفیق چودھری صاحب نے زیر نظر "تفسیری ترجمے" میں قوسین کا استعمال نہیں کیا اور اس کے بغیر موزوں کلمات ربط کا اضافہ کر کے ترجمے کی عبارت کو مربوط بنانے کی کوشش کی ہے [راقم کو اس بات سے اتفاق نہیں ہے کہ "جملے کے درمیان میں قوسین کا بار بار آنا تسلسل مطالعہ میں حارج ہوتا ہے" (ص ۶)۔ قوسین تو اصل الفاظ تراجم اور وضاحتی الفاظ کے درمیان تمیز کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور مطالعے میں رکاوٹ نہیں بنتے۔ اس اعتبار سے قوسین کی ضرورت اور افادیت میں کلام نہیں] ۔ مترجم نے ترجمے میں پیرابندی بھی کی ہے۔

مترجم نے قرآن پاک کے ذخیرہ تراجم اردو سے استفادہ کیا ہے اور اس میں انھوں نے سب سے زیادہ اثر تفہیم القرآن سے لیا ہے۔ جہاں تفہیم القرآن کا ترجمہ بامحاورہ اور عالمانہ ہے' رفیق صاحب نے اسے آسان اور سلیس بنا دیا ہے۔ اس طرح یہ ترجمہ نسبتاً آسان اور سلیس ہے لیکن تاثیر' زور اور بلاغت کے اعتبار سے مولانا مودودیؒ کا ترجمہ فائق ہے' مثلاً: وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ط وَاِنْ كَانَ

مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ○ (ابراهيم ۱۴:۴۶)

تفہیم القرآن: "انھوں نے اپنی ساری ہی چالیں چل دیکھیں' مگر ان کی ہر چال کا توڑ اللہ کے پاس تھا اگرچہ ان کی چالیں ایسی غضب کی تھیں کہ پہاڑ ان سے ٹل جائیں"۔

تفسیری ترجمہ: "ان پہلے لوگوں نے بھی اپنی چالیں چلیں' اور ان کی ساری چالیں اللہ کے سامنے تھیں۔ اگرچہ ان کی چالیں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جاتے"۔

اس مثال میں "ان کی ساری چالیں اللہ کے سامنے تھیں" (تفسیری ترجمہ) کے مقابلے میں "ان کی ہر چال کا توڑ اللہ کے پاس تھا" (تفہیم) میں زیادہ زور ہے۔ اسی طرح "ان کی چالیں ایسی تھیں" (تفسیری ترجمہ) کے مقابلے میں ان کی چالیں ایسی غضب کی تھیں" (تفہیم) میں زیادہ زور ہے۔

ایک اور مثال لیجیے: وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ (الانعام ۶: ۱۴۱)

تفہیم القرآن: "کھیتیاں اگائیں جن سے قسم قسم کے ماکولات حاصل ہوتے ہیں"۔

تفسیری ترجمہ: "کھیتیاں پیدا کیں جن کے پھل مختلف قسم کے ہوتے ہیں"۔

اس مثال میں مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ کے ترجمے کو "پھل مختلف قسم کے" تک محدود کر دینا درست نہیں ہے۔ "قسم قسم کے ماکولات" سے مفہوم زیادہ واضح ہوتا ہے۔

مترجم نے اسے "تفسیری ترجمہ" کے طور پر پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ایک حد تک کئی تفسیری کتب کی ورق گردانی سے قارئین کو بے نیاز کر دے گا(ص ۱۰)۔ ہمارے خیال میں یہ بے نیازی تو تبھی ممکن ہے جب ترجمے کا حق ادا ہو جائے اور وہ ممکن ہی نہیں (مثلاً: زیر نظر ترجمہ میں "طاغوت" کا ترجمہ "شیطان" کیا گیا ہے (ص ۸۲)' ظاہر ہے کہ اس سے پورا مفہوم ادا نہیں ہوتا)۔ بہرحال محمد رفیق چودھری صاحب کی یہ کاوش مستحسن ہے۔ نیک نیتی کے ساتھ قرآن حکیم کے پیغام کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کی ہر کاوش قابل داد ہے اور اس کا اجر اللہ کے پاس ہے (رفیع الدین ہاشمی)۔

تفہیم الاحادیث (پنجم)' سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ ' مرتبہ: عبدالوکیل علوی۔ ناشر: ادارہ معارف اسلامی' منصورہ' لاہور۔ صفحات: ۶۴۹۔ قیمت: درج نہیں۔

کسی بڑے انسان کی عظمت کا ایک رخ یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کے کارنامے کی توضیح و تشریح اور تعبیر و تفسیر کا کام مدتوں جاری رہتا ہے۔ مولانا مودودیؒ اس اعتبار سے ایک نابغہ عصر تھے کہ ان کے علمی کارنامے پر بہت کچھ لکھنے لکھانے اور اس پر تحقیقی و تنقیدی اور تفسیری کام کی گنجایش موجود ہے۔ تفہیم الاحادیث بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ "مولانا مودودیؒ" نے تفہیم القرآن اور دوسرے تصنیفی ذخیرے میں مختلف احادیث کا ذکر کیا' حوالہ دیا یا بعض احادیث کو مکمل یا جزوی طور پر نقل کیا اور کہیں متن کے ساتھ یا بلامتن

صرف ترجمہ دینے پر اکتفا کیا"۔ فاضل مرتب علوی صاحب نے مولانا مرحوم کی تمام تصانیف کو کنگھال کر ان کے ہاں مذکور، جملہ احادیث جمع کیں، ان کے متن تلاش کیے، جہاں مولانا نے کسی حدیث کا صرف ایک جز استعمال کیا، علوی صاحب نے وہ پوری حدیث تلاش کر کے نقل کی اور پھر عربی متون کے ترجمے بھی دیے۔
اس سلسلے کی پانچویں جلد اس وقت پیش نظر ہے (سابقہ جلدوں پر تبصرہ دیکھیے: مئی اور ستمبر ۱۹۹۸)۔

زیر نظر جلد اسلام کے نظام معاشرت اور ایک حد تک نظام قانون سے متعلق ہے۔ اس میں نکاح، کفاء ت، ولایت، رضاعت، ممنوعات، مہر، طلاق، خلع، عدت، ایلاء، ظہار، پردہ، لباس، ستر، مرد و زن کے حقوق و اختیارات اور حدود اور تعزیرات (قطع ید، شراب نوشی، زنا، قذف، رجم، قتل خطا، قتل مرتد) کے متعلق احادیث نبویؐ یک جا کر کے اسلامی احکام کی وضاحت کی گئی ہے۔ مولانا مودودیؒ نے مختلف موضوعات سے متعلق دینی احکام کی حکمتوں کو اپنی مختلف کتابوں میں بیان کیا ہے۔ ان تحریروں کو بھی متعلقہ موضوع کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے۔ بلاشبہ مولف نے احادیث پر تحقیقی کام نہایت جان فشانی اور غیر معمولی محنت کے ساتھ انجام دیا ہے۔ ہر حدیث کے ساتھ اس کی سند اور صحت کی وضاحت بھی موجود ہے۔
اس کتاب کی حیثیت زیر بحث موضوعات پر ایک لحاظ سے ایک عمدہ تحقیقی مجموعۂ احادیث کی ہو گئی ہے۔ امید ہے طلبہ، اساتذہ اور علما کے ساتھ عام قارئین کے لیے بھی یہ مجموعہ استفادے اور فائدہ و فیضان کا باعث ہو گا (ر - ہ)۔

کیا امریکہ جیت گیا؟، مرتبہ: محمد متین خالد۔ ناشر: علم و عرفان پبلشرز، عقب میاں مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۳۸۶۔ قیمت: ۲۰۰ روپے۔

یہود و نصاریٰ کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر اتہام و دشنام کی روایت خاصی پرانی ہے۔ شان رسالتؐ میں گستاخی کے لیے "مستشرقین" کی ایک کھیپ تو انھوں نے اپنے ہاں سے تیار کی اور دوسری کھیپ مسلمان گھرانوں میں جنم لینے والے فریب خوردہ لوگوں میں سے منظم کی۔ انھی لوگوں میں مرزائے قادیان کا نام بھی آتا ہے۔ یہ معاندانہ روایت مختلف ادوار میں، مختلف رنگ لیے چلتی رہی، لیکن ہر کوشش کا حتمی نشانہ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو بنایا گیا۔

ہندستان میں انگریزوں کی سرپرستی میں مسلمانوں اور رسول اکرمؐ کے خلاف ہرزہ سرائی کی ایک روایت بھی رہی ہے۔ وطن عزیز میں اس صدی کے آٹھویں عشرے میں بعض عیسائیوں نے اپنی گستاخانہ سرگرمیوں میں تسلسل پیدا کیا۔ پھر اشتراکی روس کے حامی دانش وروں نے (اپنا قبلہ تبدیل کر کے امریکہ کی چوکھٹ پر جبین نیاز جھکائی اور) پھر گستاخی رسالتؐ کے مرتکب لوگوں کے پشتی بان کا کام اپنے ذمے لے لیا۔ جنرل محمد ضیاء الحقؒ مرحوم کے زمانۂ صدارت میں، ایسی گستاخیوں پر اور اس کے نتیجے میں معاشرے کو

تصادم سے بچانے کے لیے پاکستان کے ضابطہ فوج داری دفعہ ۲۹۵ سی کی صورت میں ترمیم ہوئی، جس کے مطابق گستاخی رسالتؐ کے مرتکب فرد کے لیے سزاے موت تجویز کی گئی۔ اس سزا پر اگرچہ آج تک عمل تو نہیں ہو سکا تاہم اس کے تحت متعدد گستاخان رسولؐ پکڑے گئے اور ان کے لیے "انسانی حقوق" اور "ہمدردی" کے نام پر مسلمانوں کے سے ناموں والے کئی لوگوں نے غوغا آرائی بھی کی۔

محمد متین خالد نے، اسی دفعہ کے حوالے سے مختلف اوقات میں تحریر شدہ وضاحتی مضامین کو بڑی محنت سے تلاش کر کے یک جا کیا ہے۔ یہ مضامین غیرت ایمانی اور حلاوت دینی کا گلدستہ ہیں، جس میں عشق رسالتؐ کی خوشبو رچی بسی ہے۔ جسٹس ڈاکٹر محمود احمد غازی کا مضمون "توہین رسالتؐ کا قانون: سماجی، سیاسی اور تاریخی مطالعہ" گویا اس کتاب کی جان ہے۔ سبط الحسن ضیغم کا مضمون "توہین رسالتؐ کا پس منظر" بھی فکرانگیز ہے۔ فاضل مرتب نے یہ کتاب ترتیب دے کر نہ صرف مسلمانوں کے موقف کو پیش کیا ہے، بلکہ پیپلزپارٹی اور مسلم لیگ کے پردے میں سیاسی کھیل کے کھلاڑیوں کی سیکولر سوچ کو بھی بے نقاب کر دیا ہے۔ کتاب کا نام اگرچہ زیر بحث موضوع کی قرار واقعی نمایندگی نہیں کرتا، تاہم اس دفعہ کے خاتمے کے لیے امریکہ بہادر کی کھلی چھپی سازشوں کو ہدف بناتے ہوئے مضامین پیش کیے گئے ہیں۔ پیپلزپارٹی کے مزاج میں رچی بے دینی کے لیے گویا کہ قوم کے مذہبی عناصر میں اجماع کی سی کیفیت ہے، لیکن مسلم لیگ کی دین داری کا بھی ایک سرا پسپائی اور مداہنت سے ملتا ہے۔

مذکورہ دفعہ میں ترمیم کے لیے معذرت خواہانہ لہجہ اختیار کرنے والے بعض مسلم لیگی وزرا کے بیانات (ص ۳۱) کی بنیاد پر مرتب نے شک کا اظہار کیا ہے کہ کیا یہ حکومت بھی امریکہ کے سامنے گھٹنے ٹیک دے گی؟ یہاں گھٹنے ٹیکنے سے مراد ہے: قانون توہین رسالتؐ پر عمل درآمد کا خاتمہ اور پاکستانی مسلمانوں کے غیرت دین کی پسپائی کی الم ناک روداد۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر قوم بیدار رہے، اور قوم کے اہل قلم اپنی تحریروں کو جذبات سے زیادہ دلائل سے مزین کریں، اور سچائی اور غیرت دینی کا برملا اظہار کریں، تو اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں میں ضرور برکت عطا فرمائے گا (سلیم منصور خالد)۔

بلوچستان میں نونہالوں کا ادب، ڈاکٹر انعام الحق کوثر۔ ناشر: سیرت اکادمی بلوچستان، ۲۷۲-اے، او بلاک III، سٹیلائٹ ٹاؤن، کوئٹہ۔ صفحات: ۲۱۹۔ قیمت: ۲۰۰۔

تعلیم و تعلّم اور تحریر و تصنیف کی دنیا میں ڈاکٹر انعام الحق کوثر کا نام محتاجِ تعارف نہیں ہے۔ وہ نصف صدی سے پاکستان کے سب سے کم ترقی یافتہ صوبے میں اپنی علمی، تعلیمی اور دینی خدمات جاری رکھے ہوئے ہیں۔ طویل عرصے تک محکمہ تعلیم میں خدمات انجام دے کر سبک دوشی کے بعد، اب ان کی توجہات تصنیف و تالیف پر مرکوز ہیں۔

ان کی زیر نظر، نئی تصنیف میں بلوچستان میں نونہالان قوم کے لیے تیار کردہ ادب کا ایک جائزہ لیا گیا ہے۔ اس جائزے میں بچوں کے لیے لکھی جانے والی کتابوں، رسالوں، اخبارات اور متفرقات کا ذکر اور ان پر تبصرہ بلکہ بعض کا خلاصہ شامل ہے۔ بلوچستان کے جن قلم کاروں نے بچوں کے ادبی ذخیرے میں اضافہ کیا، مضامین، ڈرامے، کہانیاں اور نظمیں لکھیں، ان کا تعارف بھی کرایا گیا ہے بلکہ ان کے پتے بھی دیے گئے ہیں۔ اردو کے علاوہ مقامی زبانوں (براہوی، بلوچی، پشتو وغیرہ) میں تیار شدہ نونہال ادب کا ذکر بھی کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔

مصنف کا تاثر یہ ہے کہ بچوں کے ادب پر بلوچستان میں دوسرے صوبوں کے مقابلے میں نسبتاً کم کام ہوا ہے۔ اس کے اسباب میں عمومی ناخواندگی، طباعتی سہولتوں کی کمی، اور اہل قلم کی مصروفیات کے علاوہ اس امر کو بھی دخل ہے کہ اسکولوں کی لائبریریوں کے لیے بچوں کی کتابیں بہت کم خریدی جاتی ہیں۔ زیر نظر کتاب کی نوعیت تجزیاتی ہونے کے ساتھ ساتھ تحقیقی بھی ہے۔ مصنف موضوع پر بہت اچھی دسترس رکھتے ہیں۔ اکادمی ادبیات پاکستان جیسے اداروں سے یہ توقع بے جا نہ ہوگی کہ وہ اس نوعیت کے جائزوں کی بنا پر متعلقہ شعبوں میں بہتر ادب تیار کرانے کے لیے منصوبہ بندی کرے۔ (ر-ہ)

Year Book of Daʿwah - Europe، مرتبہ: لطف الرحمٰن فاروقی۔ ناشر: دعوہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد، پوسٹ بکس ۱۴۸۵، اسلام آباد۔ صفحات: ۴۰۳۔ قیمت: درج نہیں۔

دعوہ اکیڈمی، اسلام آباد کی بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی کا ایک فعال شعبہ ہے، جو دعوت و تبلیغ کے میدان میں ہمہ جہتی مقاصد رکھتا ہے۔ اس کے پروگراموں میں اساتذہ، ائمہ، طلبا، اہل قلم اور معاشرے کے دیگر ذمہ داران کے لیے تربیت گاہوں کا انعقاد، دعوتی لٹریچر کی تیاری اور مختلف النوع رپورٹوں اور جائزوں وغیرہ کی اشاعت شامل ہے۔ زیر نظر کتاب بھی تحقیقی نوعیت کی ایک معلوماتی کتاب ہے جسے اکیڈمی کے ریسرچ ایسوسی ایٹ، لطف الرحمٰن فاروقی صاحب نے بڑی کاوش اور محنت کے ساتھ مختلف ذرائع اور مآخذ کی مدد سے مرتب کیا ہے۔

یہ ایک طرح کی اسلامی دعوتی ڈائرکٹری ہے جس میں یورپ کے مختلف ملکوں میں قائم اور مصروف کار اسلامی تنظیموں، ان سے وابستہ شخصیات اور ان کے دعوتی منصوبوں کے بارے میں مختصر معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ مختلف یورپی ممالک کے بارے میں عمومی بنیادی معلومات (آبادی، رقبہ، زبان، مذہب اور مختلف مذاہب کے پیروکاروں کی تعداد وغیرہ) پھر مختلف زبانوں میں اسلامی لٹریچر کی تفصیل جن میں قرآن حکیم، احادیث، تفاسیر، کتب تاریخ، فقہ، وغیرہ کی نشان دہی کی گئی ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ قادیانی قرآن پاک کا (اپنا) ترجمہ یورپ کی ۲۸ زبانوں میں کر چکے ہیں (ر-ہ)۔

کشمیر: حقائق کے آئینے میں' منیر احمد بخاری۔ ناشر: احباب پبلشرز' ۴۰ شمع پلازہ' لاہور۔ صفحات: ۵۰۰۔ قیمت: ۲۰۰ روپے (مجلد)۔

کشمیر' ہمارے جسد ملی کا وہ مجروح حصہ ہے کہ جس کے کرب و الم سے' بدقسمتی سے امت مسلمہ بے خبر نہیں تو لاتعلق ضرور ہے۔ یہ لاتعلقی ایک کشمیر ہی سے نہیں' داغستان 'کوسووا' مورولینڈ' اراکان اور چیچنیا سے بھی ہے۔ جس کا بڑا سبب مسلم ممالک میں استعمار دوست حکمرانوں کا اقتدار بھی ہے اور خود وہاں کے اہل علم و دانش کا جعل و جہل بھی۔ علم' وسعتوں کا پیامی اور جہالت کا دشمن ہوتا ہے' مگر جن لوگوں کی رگ جاں پیسے کی ڈور سے بندھی ہے' انھیں' جسد ملی کے رستے ہوئے ناسوروں پر پھاہا رکھنے کی فرصت ہی نہیں' نہ انھیں اس ضرورت کا احساس ہے۔

ایسی صورت حال میں جب کوئی صاحب قلم' ملت کے مسائل پر لکھنے کے لیے قلم اٹھاتا ہے تو یہ عمل بڑا خوش گوار لگتا ہے۔ ایسے ہی نوجوان اصحاب قرطاس و قلم میں ایک نام منیر احمد بخاری کا ہے جنھوں نے مسئلہ کشمیر کے حقیقی تناظر کو سمجھنے' پھر اس کو ایک متوازن اور مصدقہ اسلوب میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ کتاب میں کشمیر کے بارے میں سیاسی' سماجی' معاشی' بین الاقوامی اور عسکری اہداف و معاملات کو حسن ترتیب سے پیش کیا گیا ہے۔ جس سے نہ صرف موجودہ تحریک جہاد کشمیر کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے' بلکہ کشمیر کی تاریخ اور تحریک حریت کشمیر کے نشیب و فراز سے بھی آگہی حاصل ہوتی ہے۔

کتاب کی تقریظات جناب قاضی حسین احمد اور جناب غلام محمد صفی نے تحریر کی ہیں۔ (س - م - خ)

سوے حرم چلا' سید جلال الدین عمری۔ ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز' نئی دہلی۔ صفحات: ۶۰۔ قیمت: ۱۲ روپے۔

مولانا سید جلال الدین عمری بھارت کی نامور علمی شخصیت ہیں۔ ۱۹۹۷ میں انھیں دوبارہ حج کی سعادت میسر آئی۔ اس میں حج کی تاریخ' مقاصد و معنویت کے ساتھ ضروری احکام و مسائل کا ذکر بھی آگیا ہے۔ سعودی عرب میں مقیم دوست احباب کا تذکرہ بھی ہے۔ حج کے سفرناموں میں یہ ایک مفید اور دلچسپ اضافہ ہے (ر - ہ)۔